"کمپنی کا دستور تھا کہ ہندوستانی مصنوعات کی آمدنی سے حکومت کے مصارف منہا کرنے کے بعد جو بچت ہوتی' اس سے تجارت کا سامان خرید کر ولایت بھیج دیا جاتا جو وہاں بڑے نفع کے ساتھ بکتا اور اس مال کے نفع سے جو رقم حاصل ہوتی' وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے حصہ داروں میں تقسیم کر دی جاتی۔ اس کے معنی یہ تھے کہ ہندوستان سے جتنا مال ولایت کو روانہ کیا جاتا اس کے معاوضے میں ایک پائی بھی لوٹ کر ہندوستان نہ آتی۔ سوا کروڑ روپیہ سالانہ سے زیادہ برآمد کا اوسط تھا لیکن باوجود اس کثیر نفع کے جو ہندوستانی مال سے ولایت کی منڈیوں میں کمپنی کو حاصل ہوتا تھا' کمپنی کی پالیسی یہ تھی کہ ہندوستان کی صنعت کو برباد کر دیا جائے' چنانچہ کھلے ہوئے احکام صادر کیے گئے کہ بنگال میں ریشم پیدا کرنے کی کوشش کی جائے لیکن ریشم کے کپڑے کو تیار کرنے سے روکا جائے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لیے ریشم بانوں کو جبریہ کمپنی کے کارخانوں میں ملازم رکھ لیا گیا اور دوسرے کسی گاہک کی فرمائش پر کپڑا بننے کی ممانعت کی دی گئی۔

اسی طرح جنوبی دکن کی چھینٹوں اور سوتی کپڑوں کی صنعت برباد کر دی گئی۔ پارچہ بافوں کو زبردستی گھیر کر لایا جاتا تھا۔ ان پر سپاہی مسلط کر دیے جاتے تھے اور جب تک وہ یہ معاہدہ نہ کر لیتے تھے کہ اور کسی کے لیے کپڑا نہیں بنے گئے' انہیں نکلنے نہیں دیا جاتا۔ اگر وہ کمپنی کا کپڑا بننے میں دیر کر دیتے تو سزا کے مستوجب ہوتے۔

ہندوستان کی ان صنعتوں کو تباہ کرنے کے لیے کمپنی اور برطانوی حکومت دونوں یکساں آرزومند تھے۔"

(ماخوذ از "ہندوستان کی اقتصادی تاریخ" مصنفہ مسٹر رمیش چندر دت)